أردو
٢

منهج العقيدة

(المستوى الثاني)

عقیدہ۔۲

اعداد: عبدالہادی عبدالخالق مدنی

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات في الأحساء

تحت إشراف وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

شعبۂ اردو۔احساء اسلامک سینٹر

پوسٹ بکس نمبر: ۲۰۲۲۔ہفوف۔الاحساء۔۳۱۹۸۲۔ٹیلیفون:۰۳۶-۲۔۵۸۶۶۶۷۲

AL-AHSA ISLAMIC CENTER

P.O. BOX 2022, HOFUF, AL-AHSA, 31982

کورس کا تفصیلی خاکہ

اسباق [1]	مضامین	صفحہ
۱	وسیلہ اور اس کی قسمیں	
۲	جادو	
۳	تعویذ لٹکانا اور چھلہ اور دھاگا پہننا	
۴	قبر کی زیارت اور اس کے آداب	
۵	اللہ کے وجود کی فطری دلیل	
۶	اللہ کے وجود کی عقلی دلیل	
۷	اللہ کے وجود کی حسی دلیل	
۸	اللہ کے وجود کی شرعی دلیل	
۹	اللہ کی ربوبیت پر ایمان	
۱۰	اللہ کی الوہیت پر ایمان	
۱۱	باطل معبودوں کی حقیقت	
۱۲	ولاء اور براء	

[1] اس کتاب کے مضامین کی تقسیم بارہ دنوں پر کی گئی ہے۔ ہر دن پینتالیس منٹ درکار ہے۔ کیونکہ احساء اسلامک سینٹر ہفوف میں اسی طریقہ کار کے مطابق تعلیم کا بندوبست ہے۔ مشقی کارگاہ میں اس کی تدریس کے لئے نو گھنٹے مطلوب ہیں۔ اس کتاب سے استفادہ کے خواہش مند افراد یا ادارے اپنے پاس مہیا وقت کے لحاظ سے موضوعات کی نئی تقسیم کر سکتے ہیں بشرطیکہ متعینہ علمی مشمولات اور تسلسل کی پابندی کریں۔

سبق(۱)

وسیلہ اور اس کی قسمیں

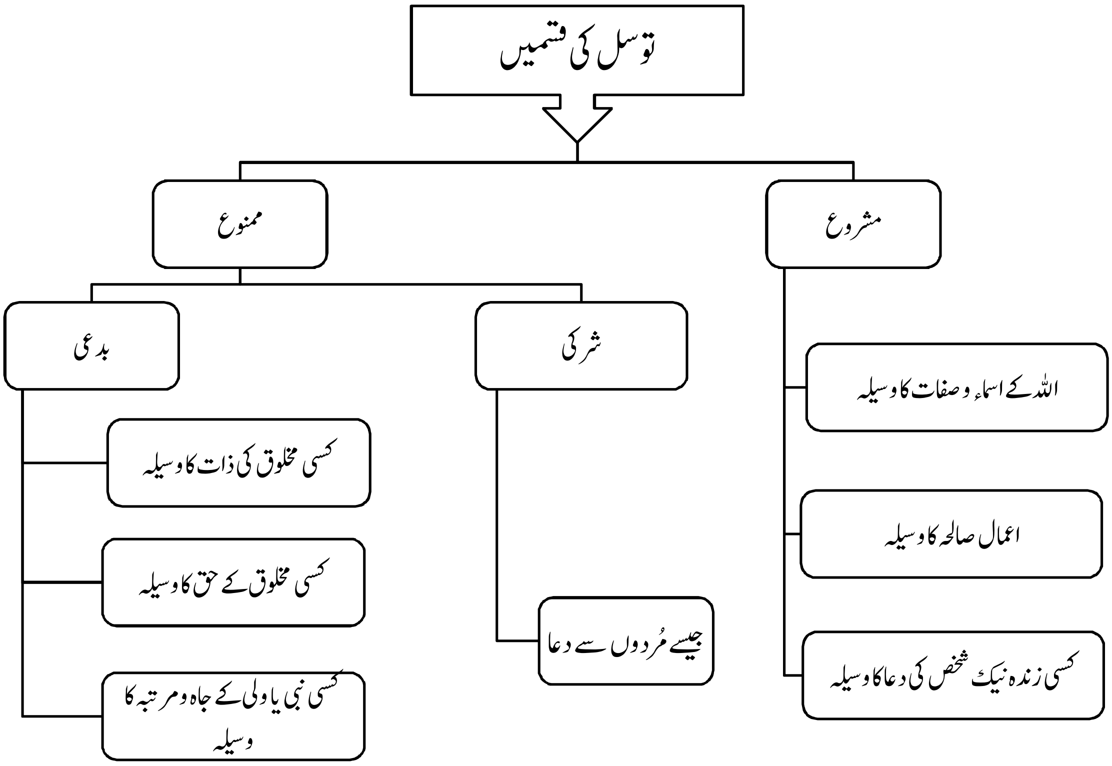

وسیلہ کی دو قسمیں ہیں:

① مشروع وسیلہ

② ممنوع وسیلہ

① مشروع وسیلہ

جائز وسیلہ یہ ہے کہ اللہ کے ناموں، اس کی صفات، اس کی توحید، ایمان، عمل صالح، نیک زندہ لوگوں سے دعا طلبی، اللہ سے اپنی کمزوری، محتاجی اور بے بسی کا اظہار اور اعتراف گناہ کا وسیلہ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا﴾ الأعراف: ۱۸۰ [اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں سو ان ناموں کے ساتھ اللہ ہی کو پکارا کرو] رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((اے اللہ ! میں تجھ سے تیرے ان تمام ناموں کے وسیلہ سے مانگتا ہوں جو تونے اپنا نام رکھا ہے))۔ اسی طرح اللہ کی اپنے رسول اور

اولیاء سے محبت کا وسیلہ لینا جائز ہے نیز رسول ﷺ اور اولیاء کی اپنی محبت کا وسیلہ بھی لیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ بھی ایک نیک عمل ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں: اے اللہ ! اپنے رسول اور اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے ہماری مدد فرما، اپنے رسول اور اپنے اولیاء کی محبت کے وسیلہ سے ہمیں شفا نصیب فرما۔

جہاں تک اللہ کے قول ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ ﴾ المائدۃ: ۳۵ [اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو] کے لفظ "وسیلہ" سے زندوں اور مردوں سے ایسی چیزوں میں وسیلہ لینا جو ان کی قدرت سے باہر ہے، کے جواز پر استدلال کا تعلق ہے تو یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے ناموں، اس کی صفات، اس کی اطاعت اور اس کو راضی کرنے والے اعمال کے ذریعہ اس کی قربت تلاش کرو۔

② ممنوع وسیلہ

مردوں کی دعا اور ان کی شفاعت کا وسیلہ یا نبی ﷺ کی جاہ کا وسیلہ یا کسی مخلوق کی ذات یا اس کے حق کا وسیلہ جیسا کہ آج مسلمان ملکوں میں پایا جارہا ہے۔

✳ مسئلہ برائے غور:

- کیا آپ کو دعاء استخارہ یاد ہے؟ اور کیا آپ اس سے مشروع وسیلہ پر استدلال کر سکتے ہیں؟
- ممنوع وسیلہ شرک کا ذریعہ کیسے بن جاتا ہے؟ وضاحت کیجئے۔

سبق (۲)

جادو اور کہانت

جادو

جادو کی ایک حقیقت ہے، وہ نواقض اسلام میں سے ایک ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ البقرة: ۱۰۲ [وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انھیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں]

نبی ﷺ نے اسے شرک کے ساتھ جوڑ کر بیان کیا ہے، آپ فرماتے ہیں: ((سات ہلاک کر دینے والی چیزوں سے بچو، لوگوں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو۔۔۔)) جادو اس اعتبار سے شرک میں داخل ہے کہ اس میں شیطانوں سے خدمت لی جاتی ہے اور ان سے تعلق قائم کیا جاتا ہے اور ایسے کام کر کے جو وہ پسند کرتے ہیں ان کی قربت حاصل کی جاتی ہے تاکہ وہ جادوگر کی خدمت کریں۔ اس میں علم غیب کا دعویٰ ہوتا ہے اور غیب میں اللہ کے ساتھ شریک ہونے کا دعوی پایا جاتا ہے اور یہ کفر و ضلالت ہے۔ جادوگر کافر ہے اس کا قتل واجب ہے۔ ابوداود میں بجالۃ بن عبدۃ سے مروی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ ہر جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کردو۔ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا۔

کاہنوں اور عرافوں کے پاس جانا

کاہن اور عراف ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو غیب دانی اور مستقبل کی باتیں جاننے کا دعوی کرتے ہیں مثلاً زمین میں کونسا حادثہ یا واقعہ ہوگا، گمشدہ چیز کہاں پائی جاتی ہے۔

ایسا جن وشیاطین سے خدمت لے کر کیا جاتا ہے جو لوگ آسمان میں فرشتوں کی باتیں چوری سے سنتے ہیں، پھر کاہن کے کان میں ڈال دیتے ہیں وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملاتا ہے اور لوگ اسے سچ مان لیتے ہیں حالانکہ غیب کا جاننے والا تنہا اللہ ہی ہے۔

جس نے کہانت وغیرہ کے ذریعہ اس معاملہ میں اللہ کے شریک ہونے کا دعوی کیا یا اس طرح کا دعوی کرنے والے کی تصدیق کی تو اس نے اللہ کی خصوصیت میں دوسرے کو شریک ٹھہرایا۔ کہانت شرک سے خالی نہیں ہے۔

کچھ لوگ ہاتھوں کی لکیریں پڑھ کر غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں، صحیح احادیث میں ایسے لوگوں کے پاس جانے، ان کی باتیں سننے اور ان کی خبروں کی تصدیق کرنے کی ممانعت آئی ہے۔ رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ((جو کسی کاہن یا عراف کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت سے کفر کیا))۔ (مسند احمد)

✳ مسئلہ برائے غور:

- کیا نجومی، رمال وجفار، ہاتھ کی لکیریں پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے اور کشف کا دعویٰ کرنے والے صوفیاء بھی کاہنوں اور عرافوں کے جنس سے ہیں؟

سبق (۳)

تمیمہ (تعویذ) باندھنا اور چھلّہ وغیرہ پہننا

تمیمہ (تعویذ) کا مفہوم:

تمیمہ ان لٹکانے والی چیزوں کا نام ہے جن میں لٹکانے والوں کا دل لٹکا رہتا ہے، کبھی یہ تعویذ نظر بد سے محفوظ رکھنے کے لئے بچوں کی گردنوں میں لٹکائی جاتی ہے اور کبھی بڑے بھی اسے لٹکاتے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی۔

چھلہ (کڑا) کا مفہوم:

چھلہ لوہے وغیرہ کا ہوتا ہے اور مصیبت سے بچنے کے لئے پہنا جاتا ہے۔

تعویذ گنڈا پہننے کا شرعی حکم:

جس شخص نے چھلہ یا دھاگا وغیرہ مصیبت نازل ہو جانے کے بعد اس کے خاتمہ کے لئے یا نازل ہونے سے پہلے ہی بچاؤ کے لئے پہنا اس نے شرک کیا کیونکہ اس نے یہ عقیدہ رکھا کہ یہ چیز مصیبت ٹالنے والی اور آفتوں سے بچانے والی ہے اور یہی شرک اکبر ہے۔ اس میں ربوبیت والوہیت دونوں کا شرک موجود ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ ہی تنہا مصیبت کا ٹالنے والا اور دور کرنے والا ہے لیکن ساتھ ہی یہ عقیدہ بھی رکھے کہ یہ بلاؤں کے دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ایسی صورت میں وہ ایک ایسی چیز کو جو شرعی یا کونی طور پر ذریعہ نہیں ہے ذریعہ سمجھ رہا ہے اور یہ حرام ہے اور شریعت و تقدیر پر ایک بہتان ہے۔

شریعت میں چھلہ اور دھاگا پہننے اور تعویذ وغیرہ لٹکانے پر بڑی سختی آئی ہے۔

- عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں پیتل کا کڑا دیکھا تو دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: کمزوری کی بنا پر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے نکال دو، اس سے تمھاری کمزوری میں اضافہ ہی ہوگا۔ اور اگر تم اسے پہنے پہنے مر گئے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

نبی ﷺ کا صحابی سے یہ فرمانا کہ اگر تم یہ پہنے پہنے مر گئے تو کبھی کامیاب نہ ہو گے اس بات کی دلیل ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ ہے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو انبیاء کے بعد سب سے اعلیٰ مقام رکھتے ہیں ان پر انکار اس بات کی دلیل ہے کہ جو بھی اس حالت میں مر گیا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

- نیز عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ((دم جھاڑ، تعویذیں، اور میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے والی عملیات شرک ہیں))۔ (حاکم، ابن حبان، ابن ماجہ)

اسباب قضاو قدر سے مربوط ہیں:

بندہ پر ضروری ہے کہ انھیں چیزوں کو سبب اور ذریعہ بنائے جن کا شرعی یا کونی طور پر سبب ہونا ثابت ہے اور ان پر اعتماد نہ کرے اور یہ جان رکھے کہ اسباب جتنے بھی بڑے اور مضبوط ہوں وہ اللہ کی قضاو قدر سے مربوط ہیں ان سے باہر نہیں جا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ ﴾ [الأنعام: ١٧] (اور اگر اللہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اُس کے سوا اس کو کوئی دُور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تمھیں کوئی نفع پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

✳ مسئلہ برائے غور:

- ○ دم جھاڑ اور تعویذ میں کیا فرق ہے؟
- ○ جو کسی سے دم جھاڑ نہ کروائے اس کی کیا فضیلت ہے؟

سبق(۴)

قبروں کی زیارت اور اس کے آداب

قبروں کی زیارت کا شرعی حکم:

قبروں کی زیارت ہر وقت مستحب ہے لیکن صرف مردوں کے لئے اور وہ بھی اس کے لئے سفر کے بغیر۔ قبروں کی زیارت میں زندوں کے لئے عبرت ونصیحت ہے تاکہ انھیں بھی اپنی موت کا یقین پیدا ہو اور اس کے لئے عملی تیاری کریں۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ((میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے روکا تھا لیکن اس کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تمھیں آخرت کی یاد دلاتی ہے))۔(ابوداود، ابن حبان، ترمذی)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ((رسول اللہ ﷺ نے قبر کی زیارت کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے))۔(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قبروں کی زیارت کی دعا:

جب کوئی شخص مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھے: **السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَلَاحِقُونَ أَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ**۔ ترجمہ: اے مومن اور مسلمان بستی والو! تم پر سلامتی ہو، اور یقینا ہم بھی ان شاء اللہ آپ سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لئے اور آپ کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

قبروں کی زیارت کے وقت ممنوع اعمال:

قبروں پر ہاتھ پھیرنا، اللہ سے قبر والوں کا وسیلہ لینا، اس کے پاس نماز پڑھنا، ان پر فاتحہ پڑھنا، ان پر چراغاں کرنا، ان پر تعمیر کرنا، قبر اور قبر والوں کے تعلق سے غلو کرنا، یہ چیزیں اگر عبادت کے درجہ کو نہ پہنچتی ہوں تو حرام ہیں اور اگر عبادت کے درجہ کو پہنچ جائیں تو کفر ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو جب کہ شریعت نے ہمیں قبروں پر تعمیر کرنے، ان کو بلند کرنے، اور ان کو چونا گچ کرنے سے روکا ہے۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ابوالہیاج اسدی سے روایت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمھیں وہ حکم دے کر نہ بھیجوں جو حکم دے کر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ کوئی مجسمہ مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کوئی اونچی قبر برابر کئے بغیر نہ

چھوڑنا۔

جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: ((رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو چونا گچ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر تعمیر کرنے سے روکا ہے))۔

کیسے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو قبروں پر چونا گچ کرتے ہیں، اس پر تعمیر کرتے ہیں، اس کی زیارت کے لئے رخت سفر باندھتے ہیں، قبر والوں سے سوال کرتے ہیں، ان سے مشکل کشائی چاہتے ہیں، ان سے فریادیں کرتے ہیں، ان کے لئے نذریں (منّتیں اور چڑھاوے) پیش کرتے ہیں، صحیح حدیثوں کی مخالفت کرکے شرک اکبر میں پڑ جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ ٹھیک وہی عمل ہے جو بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ کرتے ہیں۔

✳ مسئلہ برائے غور:

- کن اسباب کی بناپر عورتوں کو قبروں کی زیارت سے روک دیا گیا ہے؟

سبق(۵)

اللہ کے وجود کی فطری دلیل

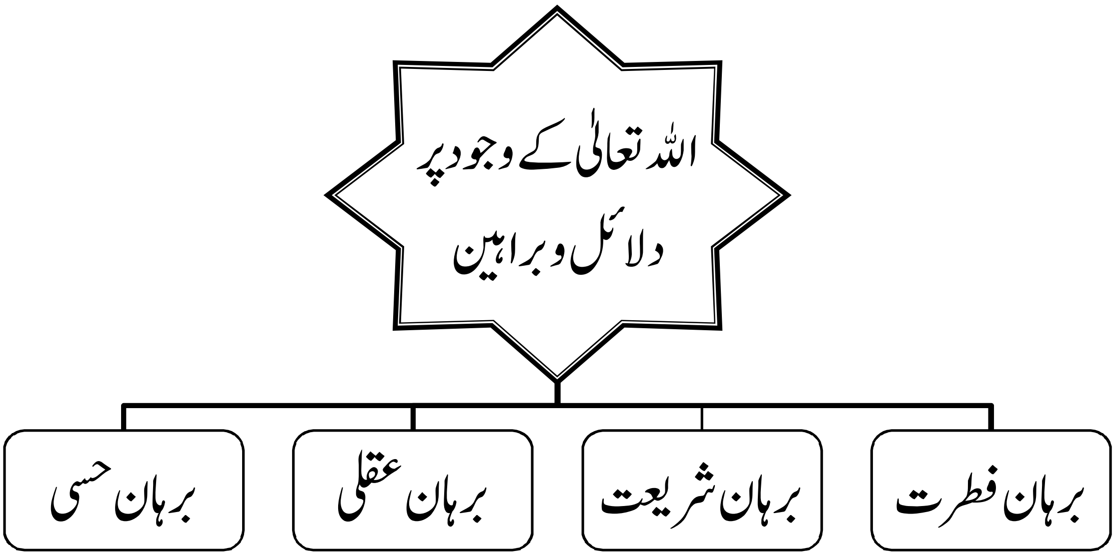

عقل وفطرت کی سب سے عظیم اور روشن حقیقت اللہ تعالیٰ کا وجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے ثبوت میں قسم قسم کے دلائل موجود ہیں۔ برہان فطرت سے لے کر عقلی وحسی اور شرعی براہین تک اس کے لئے متوفر ہیں۔

برہان فطرت

خالق پر ایمان ہر مخلوق کی فطرت میں موجود ہے جس کے لئے کسی سابقہ تعلیم یا غور وفکر کی ضرورت نہیں، اس فطرت کے تقاضے سے صرف وہی شخص منحرف ہو سکتا ہے جس نے اس سے پھیرنے والی کسی چیز کو خود پر طاری کر لیا ہو۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

✳ مسئلہ برائے غور:

- آدمی جب کسی پریشانی میں گرفتار ہو جاتا ہے، تو عموماً اس کی دلی توجہ آسمان کی طرف جایا کرتی ہے، ایسا کیوں ہے؟

سبق(۶)

اللہ کے وجود کی عقلی دلیل

تمام اگلی پچھلی مخلوقات کے لئے کوئی پیدا کرنے والا اور انھیں وجود عطا کرنے والا ضروری ہے، یہ ناممکن ہے کہ کوئی مخلوق خود اپنے آپ کی خالق ہو اور یہ بھی ناممکن ہے کہ اچانک کسی خالق کے بغیر اس کا وجود ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ طور میں اس قطعی وعقلی دلیل وبرہان کا ذکر فرمایا ہے، ارشاد ہے:
﴿ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴾ الطور: ۳۵ [کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں]۔

مفہوم یہ ہے کہ وہ خالق کے بغیر نہیں پیدا ہوئے اور نہ ہی انھوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا ہے، چنانچہ لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کا خالق اللہ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات پر پہنچے: ﴿ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا۟ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ ٱلْمُصَيْطِرُونَ ﴾ الطور: ۳۵ ۔ ۳۷ [کیا یہ بغیر کسی (پیدا کرنے والے) کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں؟ کیا انھوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں، یا کیا ان کے پاس تیرے رب کے خزانے ہیں؟ یا (ان خزانوں کے) یہ داروغہ ہیں؟] ۔

جبیر رضی اللہ عنہ جو ان دنوں مشرک تھے، ان کا کہنا ہے کہ قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے، یہ پہلا وقت تھا جب میرے دل میں ایمان جاگزیں ہوا۔ (بخاری)

✻ مسئلہ برائے غور:

- اگر آپ چھپ کر کسی کو ماریں، اور پھر اس سے کہیں کہ کسی مارنے والے کے بغیر تم پر مار پڑ گئی ہے، کیا وہ اس بات کو قبول کرے گا؟
- اگر کوئی شخص آپ سے بتلائے کہ وہ ایک ندی پار کرنا چاہتا تھا کہ اچانک ایک

کشتی ظاہر ہوئی، اس پر کوئی ملاح نہیں تھا، کشتی اس کے پاس آ کر خود بخود رک گئی، پھر وہ اس پر سوار ہوا، پھر کشتی اسے دوسری جانب پہنچا کر رک گئی، پھر وہ کشتی سے اتر کر اپنی منزل کی طرف چلا گیا، یہ سب کسی کشتی چلانے والے کے بغیر ہوا، آپ ایسا کہنے والے کو کیا جواب دیں گے ؟

سبق(۷)

اللہ کے وجود کی حسی دلیل

ہماری حس اللہ کے وجود پر دو طرح سے دلالت کرتی ہے:

۱۔ ہم دعا کرنے والوں کی دعاؤں کی قبولیت اور مظلوموں کی فریاد رسی سے متعلق ایسی باتیں سنتے اور مشاہدہ کرتے رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے وجود پر قطعی دلیل ہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے: ﴿ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَٱسْتَجَبْنَا لَهُۥ ﴾ الأنبياء: ۷۶ [نوح کے اس وقت کو یاد کیجئے جبکہ اس نے اس سے پہلے دعا کی تو ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی]۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَٱسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ الأنفال: ۹ [اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمھاری سن لی]۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک دیہاتی جمعہ کے دن مسجد نبوی میں داخل ہوا، نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مال برباد ہو گیا، اہل وعیال بھوکے ہیں، اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک اٹھائے اور دعا فرمائی، بدلیاں پہاڑوں کی طرح چھا گئیں، ابھی آپ منبر سے نہیں اترے کہ میں نے دیکھا کہ بارش آپ کی داڑھی سے ٹپک رہی ہے۔ دوسرے جمعہ دیہاتی یا کوئی اور اٹھا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! گھر ڈھہ پڑے، مال ڈوب گئے، اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ((اے اللہ ہمارے ارد گرد نہ کہ ہمارے اوپر))۔ آپ جس جانب اشارہ کرتے بدلی چھٹ جاتی۔

دعا کرنے والوں کی مرادوں کا بر آنا ایک ایسا معاملہ ہے جو آج تک دیکھا اور سنا جاتا ہے، جو لوگ اپنی التجا میں سچے ہوتے ہیں اور دعا کی قبولیت کی شرطیں پوری کرتے ہیں ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

۲۔ انبیاء کی آیات جنھیں معجزات کہا جاتا ہے، جس کا لوگ مشاہدہ کرتے ہیں یا جس کے بارے میں سنتے ہیں، یہ معجزات ان کے بھیجنے والے یعنی اللہ تعالیٰ کے وجود کی قطعی دلیل

ہیں، اس لئے کہ معجزات انسانی طاقت سے باہر کی چیزیں ہوا کرتی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی نصرت وتائید کے لئے ان کے ہاتھوں پر جاری فرماتا ہے۔

✳ مسئلہ برائے غور:

- انسان کو موت دینے والا کون ہے؟
- کیا کسی چیز پر یقین کرنے کے لئے اس کا دیکھنا ضروری ہے؟ یا فقط کسی دلیل یا نشانی کا پایا جانا کافی ہے؟
- کیا کسی شخص نے ہوا یا روح یا عقل کو دیکھا ہے؟ پھر انسان ان کے وجود پر یقین کیوں کرتا ہے؟

سبق(۸)

اللہ کے وجود کی شرعی دلیل

شریعت متعدد جہات سے اللہ کے وجود پر دلالت کرتی ہے، چند یہ ہیں:

(1) تمام آسمانی کتابیں پوری صراحت کے ساتھ اس بات پر ناطق ہیں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي ٱللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ﴾ ابراہیم: ۱۰ (ان سے ان کے رسولوں نے کہا: کیا اللہ میں بھی کوئی شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے) نیز ارشاد ہے: ﴿ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝٢﴾ الفاتحۃ: ۲ (ہر قسم کی حمد وثنا اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے) نیز ارشاد ہے: ﴿قُلْ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ قُلِ ٱللَّهُ ۚ قُلْ أَفَٱتَّخَذْتُم مِّن دُونِهِۦٓ أَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى ٱلْأَعْمَىٰ وَٱلْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِى ٱلظُّلُمَٰتُ وَٱلنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا۟ لِلَّهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوا۟ كَخَلْقِهِۦ فَتَشَٰبَهَ ٱلْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ ٱلْوَٰحِدُ ٱلْقَهَّٰرُ ۝١٦﴾ الرعد: ۱۶ (ان سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ (تم ہی ان کی طرف سے) کہہ دو کہ اللہ تعالی۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے جو خود اپنے نفع ونقصان کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اجالا برابر ہو سکتا ہے؟ بھلا (ان لوگوں نے) جن کو اللہ کا شریک مقرر کیا ہے کیا انہوں نے اللہ کی سی مخلوقات پیدا کی ہے جس کے سبب اُن کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہے؟ کہہ دو کہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے)۔

(2) شریعت کے تمام مسائل واحکام مخلوق کی مصلحتوں سے ہم آہنگ ہیں، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مخلوق کی مصلحتوں سے باخبر اور حکمت والے رب کی طرف سے ہے۔

(3) شریعتوں میں کائنات سے متعلق دی گئی خبریں اور حقیقت واقعہ کے اعتبار سے ان کی صداقت کی شہادت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شریعتیں ایسے قدرت والے رب کی طرف سے ہیں جو اپنی خبر دی ہوئی چیزوں کے ایجاد پر قادر ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ الٓمٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ ٱلرُّومُ ﴿٢﴾ فِيٓ أَدۡنَى ٱلۡأَرۡضِ وَهُم مِّنۢ بَعۡدِ غَلَبِهِمۡ سَيَغۡلِبُونَ ﴿٣﴾ فِي بِضۡعِ سِنِينَۗ لِلَّهِ ٱلۡأَمۡرُ مِن قَبۡلُ وَمِنۢ بَعۡدُۚ وَيَوۡمَئِذٖ يَفۡرَحُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ﴿٤﴾ بِنَصۡرِ ٱللَّهِۚ يَنصُرُ مَن يَشَآءُۖ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿٥﴾ ﴾ الروم: ۱ – ۵ (الم۔رومی مغلوب ہوگئے۔نزدیک کی زمین پر، اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے۔چند ہی سال میں۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ ہی کا ہے اور اس روز مومن خوش ہو جائیں گے ۔اللہ کی مدد سے وہ جسے چاہتا ہے مدد دیتا ہے اور وہ غالب (اور) مہربان ہے)۔

✳ مسئلہ برائے غور:

- ساری قومیں اور تمام آسمانی کتابیں پیدا کرنے والے کے وجود کو ثابت کرنے پر متفق ہیں، کیا ایک ناحق بات پر ان سب کا اتفاق ممکن ہے؟

سبق(9)

اللہ کی ربوبیت پر ایمان

ربوبیت پر ایمان اس پختہ عقیدہ کا نام ہے کہ اللہ ہی یکا وتنہا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ رب وہ ہے جس کے ہاتھ میں ہے پیدا کرنا، روزی دینا، مالک ہونا، حکم دینا، نفع ونقصان پہنچانا، موت وزندگی دینا، اس کائنات کی تدبیر اور اس میں تصرف کرنا۔ بنابریں اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رازق نہیں، کوئی مالک نہیں، کوئی حاکم نہیں، کوئی نفع ونقصان پہنچانے والا نہیں، کوئی کائنات کی تدبیر کرنے والا نہیں، کوئی پناہ دینے والا نہیں، کوئی تصرف کرنے والا نہیں۔ اللہ کا ارشاد ہے: ﴿أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ﴾ الأعراف: ٥٤ [یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ ٱلْمُلْكُ ۚ وَٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾﴾ فاطر: ١٣ [یہی ہے اللہ، تم سب کا پالنے والا، اسی کی سلطنت ہے۔ جنھیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں]۔

مشرکین مکہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے

مشرکین مکہ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا کرتے تھے۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ﴾ الزخرف: ٩ [اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا کہ انھیں غالب ودانا (اللہ) نے ہی پیدا کیا ہے؟]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ الزخرف: ٨٧ [اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ انھیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو یقیناً یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے، پھر یہ کہاں الٹے جاتے ہیں]۔

مخلوق میں سے کسی نے اللہ کی ربوبیت کا انکار نہیں کیا سوائے ان لوگوں کے جو اپنے دلی اعتقاد کے خلاف ضد اور ہٹ دھرمی کیا کرتے ہیں جیسا کہ فرعون نے اپنی قوم سے کہا تھا: ﴿أَنَا۠ رَبُّكُمُ ٱلْأَعْلَىٰ﴾ النازعات: ٢٤ [تم سب کا رب اعلی میں ہی ہوں]۔ نیز کہا تھا:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَـٰهٍ غَيْرِى ﴾ القصص: ٣٨ [اے درباریو! میں تو اپنے سوا کسی کو تمھارا معبود نہیں جانتا]۔ لیکن اعتقاد کی بنیاد پر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَجَحَدُوا۟ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ﴾ النمل: ١٤ [انھوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر]۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ﴿ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنزَلَ هَـٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ بَصَآئِرَ وَإِنِّى لَأَظُنُّكَ يَـٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ﴾ الإسراء: ١٠٢ [یہ تو تجھے علم ہو چکا ہے کہ آسمان و زمین کے پروردگار ہی نے یہ معجزے دکھانے، سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں، اے فرعون! میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقینا ہلاک و برباد کیا گیا ہے]۔

ربوبیت کے اقرار سے الوہیت کا اقرار لازمی ہے

جو شخص توحید ربوبیت کا اقرار کرے اور یہ جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا رب ہے، اس کی ربوبیت میں اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے اس اقرار کی بنا پر لازمی ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرے، کیونکہ عبادت کی حقدار وہی ذات ہے جو رب ہو، خالق ہو، مالک ہو، کائنات کا چلانے والا ہو، اور جب یہ ساری کی ساری صفات ایک اللہ کے لئے ثابت ہیں تو ضروری ہے کہ وہی اکیلا لائق عبادت بھی ہو۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جب بھی ربوبیت کی آیات ذکر ہوتی ہیں تو ساتھ ہی توحید الوہیت کی دعوت بھی پیش کر دی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ ٱلَّذِى جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ فِرَٰشًا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءً وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً فَأَخْرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا۟ لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾ ﴾ البقرة: ٢١ - ٢٢

سبق(۱۰)

اللہ کی الوہیت پر ایمان

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اکیلا اللہ ہی سچا معبود ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ معبود وہ ہے جس کی محبت و تعظیم کے ساتھ عبادت کی جائے۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾ البقرة: ۱۶۳ [تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود بر حق نہیں، وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ آل عمران: ۱۸ [اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (بر حق) نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں]۔

ہر اس چیز کی الوہیت باطل ہے جسے معبود بنا کر اللہ کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ الحج: ۶۲ [یہ سب اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جسے بھی یہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور بے شک اللہ ہی بلندی والا کبریائی والا ہے]۔ ان کا نام معبود رکھ دینے سے ان کو الوہیت وعبادت کا حق نہیں مل جاتا، لات وعزی اور منات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ﴾ النجم: ۲۳ [دراصل یہ صرف نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے ان کے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری]۔ یہی وجہ ہے کہ تمام رسول اپنی اپنی قوموں سے کہا کرتے تھے: ﴿اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ الأعراف: ۵۹ [تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی تمھارا معبود ہونے کے قابل نہیں]۔ لیکن مشرکوں نے اس کا انکار کیا اور اللہ کے سوا ایسے معبود بنا لئے اللہ کے ساتھ ساتھ جن کی عبادت کیا کرتے ہیں، ان سے مدد مانگا کرتے ہیں اور ان سے فریاد طلب کیا کرتے ہیں۔

سبق(11)

باطل معبودوں کی حقیقت

اللہ عزوجل نے مشرکین کے ان معبودوں کو دو عقلی دلیلوں سے باطل قرار دیا ہے۔

پہلی دلیل: یہ ہے کہ ان خود ساختہ معبودوں میں الوہیت کی خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت موجود نہیں، یہ خود مخلوق ہیں کسی چیز کو پیدا کرنے والے نہیں ہیں، اپنے عبادت گذاروں کو نہ ہی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی ضرر دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی وہ موت وحیات کے مالک ہیں اور نہ ہی آسمانوں کے کسی حصہ کے مالک ہیں اور نہ ہی ان کی ملکیت میں شریک ہیں۔ فرمان باری ہے: ﴿وَٱتَّخَذُواْ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً لَّا يَخۡلُقُونَ شَيۡـًٔا وَهُمۡ يُخۡلَقُونَ وَلَا يَمۡلِكُونَ لِأَنفُسِهِمۡ ضَرًّا وَلَا نَفۡعًا وَلَا يَمۡلِكُونَ مَوۡتًا وَلَا حَيَوٰةً وَلَا نُشُورًا﴾ الفرقان: ۳ [ان لوگوں نے اللہ کے سوا جنھیں اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان کے نفع نقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿قُلِ ٱدۡعُواْ ٱلَّذِينَ زَعَمۡتُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَمۡلِكُونَ مِثۡقَالَ ذَرَّةٖ فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَلَا فِي ٱلۡأَرۡضِ وَمَا لَهُمۡ فِيهِمَا مِن شِرۡكٖ وَمَا لَهُۥ مِنۡهُم مِّن ظَهِيرٖ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ ٱلشَّفَٰعَةُ عِندَهُۥٓ إِلَّا لِمَنۡ أَذِنَ لَهُۥ﴾ سبأ: ۲۲ - ۲۳ [کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمھیں گمان ہے (سب) کو پکار لو، نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے، شفاعت (سفارش) بھی اس کے پاس کچھ نفع نہیں دیتی بجز ان کے جن کے لئے اجازت ہو جائے]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿أَيُشۡرِكُونَ مَا لَا يَخۡلُقُ شَيۡـًٔا وَهُمۡ يُخۡلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسۡتَطِيعُونَ لَهُمۡ نَصۡرًا وَلَآ أَنفُسَهُمۡ يَنصُرُونَ﴾ الأعراف: ۱۹۱ - ۱۹۲ [کیا ایسوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہ کر سکیں اور وہ خود ہی پیدا کئے گئے ہوں، اور وہ ان کو کسی قسم کی مدد نہیں دے سکتے اور وہ خود بھی اپنی مدد نہیں کر سکتے] ۔ جب ان معبودوں کا یہ حال ہے تو انھیں معبود سمجھنا بہت بڑی حماقت اور نہایت عظیم نادانستگی ہے۔

دوسری دلیل: یہ ہے کہ مشرکین اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی تنہا پیدا کرنے والا اور پالنہار ہے، اس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے، وہ پناہ دیتا ہے اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا ہے۔ اس اقرار کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ جس طرح اللہ کو ربوبیت میں یکتا تسلیم کرتے ہیں الوہیت میں بھی اسے یکتا تسلیم کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ٢١ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٰشٗا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءٗ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقٗا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادٗا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ﴾ البقرة: ٢١ – ٢٢ [اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمھارا بچاؤ ہے، جس نے تمھارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتار کر اس سے پھل پیدا کر کے تمھیں روزی دی، خبردار باوجود جاننے کے اللہ کے شریک مقرر نہ کرو]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿ قُلۡ مَن يَرۡزُقُكُم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ أَمَّن يَمۡلِكُ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡأَبۡصَٰرَ وَمَن يُخۡرِجُ ٱلۡحَيَّ مِنَ ٱلۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ ٱلۡمَيِّتَ مِنَ ٱلۡحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ ٱلۡأَمۡرَۚ فَسَيَقُولُونَ ٱللَّهُۚ فَقُلۡ أَفَلَا تَتَّقُونَ ٣١ فَذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمُ ٱلۡحَقُّۖ فَمَاذَا بَعۡدَ ٱلۡحَقِّ إِلَّا ٱلضَّلَٰلُۖ فَأَنَّىٰ تُصۡرَفُونَ ﴾ یونس: ٣١ – ٣٢ [آپ کہئے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ"۔ ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے، سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمھارا رب حقیقی ہے پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو]۔

سبق (12)

ولاء اور براء

ولاء ولایت سے مشتق ہے جس کا مفہوم ہے: مدد کرنا، محبت کرنا، عزت کرنا۔ براء کا مفہوم ہے تنبیہ کر دینے اور عذر ختم کر دینے کے بعد دوری، علیحدگی اور دشمنی۔

ولاء اور براء اسلام کے اصولوں میں سے نہایت عظیم اصول ہے، وہ شہادت لا الہ الا اللہ کے لوازم میں سے ہے۔ کتاب وسنت کے بہت سے نصوص اس کی دلیل ہیں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَ وَٱلۡمُؤۡمِنَٰتُ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ يَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَيُؤۡتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥٓۚ أُوْلَٰٓئِكَ سَيَرۡحَمُهُمُ ٱللَّهُۗ إِنَّ ٱللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٞ ﴾ التوبۃ: ۷۱ [مومن مرد وعورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار ومعاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، صلاتوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکاۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی بہت جلد رحم فرمائے گا، بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے]۔ نیز ارشاد ہے: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا تَتَّخِذُواْ ٱلۡيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوۡلِيَآءَۘ بَعۡضُهُمۡ أَوۡلِيَآءُ بَعۡضٖۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمۡ فَإِنَّهُۥ مِنۡهُمۡۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴾ المائدۃ: ۵۱ [اے ایمان والو! تم یہود ونصاری کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انھیں میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالی ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا]۔

حدیث کی دلیل جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان سے خیر خواہی اور ہر کافر سے بیزاری کرنے پر بیعت کی۔ (اسے احمد، نسائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے)

نیز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کا سب سے مضبوط حلقہ اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی، اللہ کے لئے محبت اور اللہ کے لئے بغض ہے۔ (یہ طبرانی کی روایت ہے اور البانی نے متعدد شواہد کے ذریعہ اس

کی تحسین کی ہے۔ صحیحہ ۶۹۸۲ح ۹۹۸)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ولاء اور براء کے منہج کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو مومن ہے اس کی دوستی لازم ہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اور جو کافر ہے اس سے دشمنی لازم ہے وہ کسی بھی قسم کا ہو اور جس کے اندر ایمان بھی ہو اور فسق وفجور بھی تو اس سے اس کے ایمان کے مطابق محبت کی جائے گی اور اس کے گناہوں کے مطابق دشمنی کی جائے گی، واضح رہے کہ کوئی شخص محض گناہ اور نافرمانی کی بنا پر ایمان سے نہیں نکلتا۔ (فتاوی ۲۸/۲۲۷۔۲۲۸)

آیئے ہم اپنی معلومات کی جانچ کریں

☆ مختصر جواب لکھئے۔

1۔ وسیلہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

2۔ کون سا وسیلہ جائز اور ہر مسلمان سے مطلوب ہے؟

3۔ کوئی آپ سے کہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وابتغوا إليه الوسيلة) اسی لئے ہم اولیاء اور قبر والوں کا وسیلہ لیتے ہیں، آپ اس کی تردید کس طرح کریں گے؟

4۔ کیا دلیل ہے کہ مردوں کو پکارنا شرک اکبر ہے؟

5۔ کہانت اور عرافت کسے کہتے ہیں اور یہ کس سے خدمت لیتے ہیں؟

6۔ کاہنوں اور عرافوں کے پاس جانے کی ممانعت میں ایک حدیث ذکر کیجئے۔

7۔ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اس کے لئے سفر کرنا جائز ہے؟

8۔ قبروں کی زیارت کی حکمت کیا ہے؟ دلیل کے ساتھ بتائیے۔

9۔ قبروں کی زیارت کے آداب بیان کیجئے۔

10۔ قبروں پر نماز اور فاتحہ کب حرام ہوتا ہے؟

11۔ قبروں کو بلند کرنے کے تعلق سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیجئے۔

12۔ نبی ﷺ کے فرمان (اگر تم یہ پہنے پہنے مرگئے تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے) کا مطلب آپ کیا سمجھتے ہیں؟ اور یہ حدیث کس نے روایت کی ہے؟

13۔ کیا جادو کی کوئی حقیقت ہے؟

14۔ جادو گر کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی سزا کیا ہے؟

۱۵۔ایمان باللہ چار چیزوں کو شامل ہے، بیان کرو۔

۱۶۔اللہ عزوجل نے قرآن کی ایک آیت میں اپنے وجود کی عقلی دلیل پیش کی ہے، وہ آیت لکھئے۔

۱۷۔کیا مشرکین اللہ کی ربوبیت میں شرک کیا کرتے تھے؟ دلیل سے واضح کریں۔

۱۸۔اللہ کی الوہیت پر ایمان کا کیا مفہوم ہے؟

۱۹۔اللہ کو چھوڑ کر مشرکین کا دوسرے معبود بنا لینے کی تردید و ابطال دلیل کے ساتھ کیجئے۔

20۔ولاء اور براء سے کیا مراد ہے؟